ادارہ خدمۃ القرآن الکریم کراچی

دورۃ القرآن الکریم وعلومہ

سبق نمبر (9)

زیرِ تدریس: خادم القرآن الکریم حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم

رئیس مرکز الافتاء والارشاد گلستانِ جوہر کراچی

ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00

بمقام: مسجدِ اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲ کراچی

دورۃ القرآن الکریم وعلومہ

رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993

بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa www.HazratFerozMemon.org

امثال القرآن الکریم (حصہ دوم)

⑪ مکڑی کے جالے کی مثال

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ (العنکبوت، آیۃ ۴۱)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا اور کارساز بنا رکھے ہیں ایک مکڑی کی سی ہے جس نے اپنا گھر بنا رکھا ہو اور بے شک سب گھروں میں بودا (اور سب سے کمزور سہارا) مکڑی کا گھر ہے اگر یہ جانتے ہوتے۔

اس مثال سے مشرکین کے کمزور سہاروں کا نقشہ پوری طرح سامنے آجاتا ہے۔

⑫ آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کی مثال

﴿لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (النحل، آیۃ ۶۰)

ترجمہ: جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کی بُری مثال ہے اور اللہ کی شان تو سب سے اوپر ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

اب ان مثالوں کو سنیے اور ان کے ممثل لہ کو سامنے لایئے

﴿صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾ (البقرۃ، آیۃ ۱۸)

ترجمہ: بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو وہ نہ لوٹیں گے۔

پھر ایک دوسرے مقام پر ہے۔

﴿اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ﴾ (یونس، آیۃ ۴۳)

ترجمہ: کیا آپ راہ دکھائیں گے اندھوں کو اگرچہ وہ سوچ نہ رکھتے ہوں۔

ان کفار کو بہرے گونگے، اور اندھے کہا گیا جو نہ حق سُن سکیں، نہ مان سکیں اور نہ دیکھ سکیں پھر یہ بھی فرمایا کہ کافر اور مومن کا فرق وہی ہے جو بینا اور نابینا یا بہرے اور سننے والے کا ہے۔

﴿مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَ الْاَصَمِّ وَ الْبَصِيْرِ وَ السَّمِيْعِ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (هود، آیۃ ۲۴)

ترجمہ: مثال ان دونوں فرقوں کی ایسے ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا ہو اور دوسرا دیکھتا ہو اور سنتا بھی ہو۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

﴿وَ مَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَ لَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ (فاطر، آیۃ ۲۲)

ترجمہ: اور برابر نہیں جیتے اور نہ مردے بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہے سنوائے اور آپ تو قبر والوں کو سنانے والے نہیں ہیں۔

﴿وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ......وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ (الزخرف، آیۃ ۵۷۔۶۱)

ترجمہ: اور جب مثال لائی جائے مریم کے بیٹے کی سو تیری قوم اس سے چلانے لگتے ہیں.......... اور بے شک وہ علامات قیامت میں سے ہے۔

⑬ علماء سو کی ایک مثال

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا﴾ (الجمعة، آیۃ ۵)

ترجمہ: مثال ان لوگوں کی جن پر لادی گئی تورات پھر نہ اٹھائی انہوں نے ایسے ہے جیسے گدھا کتابیں اٹھائے ہوئے ہو۔

بھلا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں پھر ان کفار کو مردے بھی کہا گیا جو قبروں میں پڑے ہوں، کہیں نصاریٰ کے لیے جھگڑالو کی تعبیر اختیار کی گئی اور ان حاملین تورات (یہود) کو جو اس کے مقتضا پر عمل نہ کریں اُس گدھے سے تشبیہ دی گئی جس پر کتابیں لدی ہوں اور وہ ان سے مستفید نہ ہو سکے۔ ان اللہ کی آیات جھٹلانے والوں کے لیے مثالیں ایسی ہی ہیں اور وہ کسی اچھے کلمے کے ہرگز مستحق نہ تھے۔

﴿بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾ (الجمعة، آیۃ ۵)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال بہت بُری ہے جنہوں نے اللہ کی باتیں جھٹلا دیں۔

﴿سَآءَ مَثَلًا ۨ الْقَوْمُ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ﴾ (الأعراف، آیۃ ۱۷۷)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال بہت بُری ہے جنھوں نے ہماری آیات جھٹلا دیں اور اپنا ہی نقصان کرتے رہے۔

⑭ بلندی سے گرنے والے بدقسمت کی ایک مثال

ایک شخص جو پہلے خدا پرست اور درویش تھا لیکن اس کے بعد ہدایتِ خداوندی سے منہ موڑ کر عورت کے اغواء یا دولت کے لالچ میں گھر گیا تھا اس کے زمینی شہوات اور لذات کی طرف جھک پڑنے اور نفسانی خواہشات کے پیچھے چلنے کی مثال اس کتے کے حال سے دی گئی جس کی زبان باہر لٹکی ہو اور وہ بدحواسی اور پریشانی میں ہانپ رہا ہو۔

﴿وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ یَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا﴾ (الأعراف، آیۃ ۱۷۶)

ترجمہ: ہم چاہتے تو اس کا مرتبہ بلند بھی کر دیتے لیکن وہ تو زمین کا ہی ہو رہا تھا اور اپنی خواہش کے پیچھے ہی چلا جا رہا تھا اس کی مثال ایسی ہوگئی جیسے ایک کتا ہو اس پر تو بوجھ لادے تو ہانپے او۔ بوجھ اٹھا دے تو تب بھی ہانپے۔ یہ مثال ہے ان لوگوں کی جنھوں نے ہماری باتوں کو جھٹلا دیا۔

شیخ الاسلامؒ لکھتے ہیں:

اسی طرح سفلی خواہشات میں منہ مارنے والے کتے کا حال ہوا کہ اخلاقی کمزوری کی وجہ سے آیات اللہ کا دیا جانا اور نہ دیا جانا یا متنبہ کرنا اور نہ کرنا دونوں حالتیں اس کے حق میں برابر ہوگئیں۔ ﴿سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴾ حرص دنیا سے اس کی زبان باہر لٹک پڑی اور ترکِ آیات کی نحوست سے بدحواسی اور پریشانی خاطر کا نقشہ برابر ہانپتے رہنے کی مثال میں ظاہر ہوا......

یہاں ایسے ہوا پرستوں کا انجام بتلایا گیا جو حق کے قبول کرنے یا پوری طرح سمجھ لینے کے بعد محض دنیوی طمع اور سفلی خواہشات کی پیروی میں احکامِ الٰہیہ کو چھوڑ کر شیطان کے اشاروں پر چلنے لگیں اور خدا کے عہدو میثاق کی کچھ پرواہ نہ کریں...... علماء سوء کے لیے ان آیات میں بڑا عبرتناک سبق ہے اگر دھیان کریں۔ (فوائد القرآن ص ۲۲۴)

⑮ کفار کے اعمال کی ایک مثال

﴿وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ﴾ (النور، آیۃ ۴۰)

ترجمہ: جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال یوں ہیں۔ ا۔ جیسے جنگل میں ریت ہو اور پیاسا اسے پانی سمجھ رہا ہو۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچے اسے کچھ نہ پائے اور دیکھے اللہ تعالیٰ اس کا حساب لینے کے لیے وہاں موجود ہے اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔ ۲۔ یا جیسے گہرے دریا میں اندھیرے ہوں اس کے اوپر لہر چڑھی آ رہی ہو اور اس کے اوپر ایک اور لہر ہو، پھر اس کے اوپر گہرا بادل ہو۔ اندھیرے ہی ہوں ایک دوسرے کے اوپر یہاں تک کہ ہاتھ سجھائی نہ دے اور جسے اللہ ہی روشنی نہ دے تو اسے روشنی کہاں سے مل سکتی ہے؟

کافروں کے اعمال دو قسم کے ہیں ① ایک وہ جنہیں وہ اپنے خیال میں اچھا سمجھ کر کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ان کے یہ اعمال اُن کی آخرت میں کام آئیں گے۔ ② دوسرے وہ اعمال ہیں جو خود ان کے اپنے نزدیک بھی فسق و کفر اور ظلم و عصیاں ہیں وہ

+92 332 3264993 +92 332 3158542 رابطہ نمبر
www.HazratFerozMemon.org Ghurfa موبائل ایپ LIVE بذریعہ انٹرنیٹ
ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00 بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی
دورۃ القرآن الکریم و علومہٗ

ظاہری چمک بھی نہیں جو سراب میں ہوتی ہے اس آیت شریفہ میں ہر دو قسم کے اعمال کی تمثیل فرمائی۔ ① پہلی قسم کے اعمال بظاہر اچھے بھی ہوں تو کفر کی وجہ سے وہ اللہ کے ہاں مقبول ومعتبر نہیں اکائی کے بائیں طرف لگنے والے صفر خواہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں سب بے قیمت ہوتے ہیں جو اعمال بغیر ایمان کے ہوں ان کی کوئی قیمت نہیں۔ ایسے اعمال کی مثال اس چمکتی ریت کی سی ہے جو کسی فریب خوردہ کو پانی دکھائی دے رہی ہو اور ② دوسری قسم کے لوگ تو تہ بہ تہ اندھیروں کے نیچے دبے ہیں وہاں کسی جہت اور ظاہر کے لحاظ سے بھی روشنی کی کوئی کرن نہیں ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

دیکھیے کس نفیس انداز میں اعمال کفار کی تمثیل وتشبیہ بیان کی جا رہی ہے اور کس طرح یہ مثال ہر دو قسم کے کافروں کو شامل ہے قرآن کریم کی تمثیلات اور تشبیہات عجیب قسم کی لطافت اور نہایت نفیس شان بلاغت کا مظہر ہیں۔ ان سے مضمون بھی آسان ہو جاتا ہے اور بات بھی پوری طرح ذہن میں اتر جاتی ہے۔

⑯ اعمال کفار کی ایک اور مثال

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ﴾ (ابراھیم، آیۃ ۱۸)

ترجمہ: کافروں کے اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جس پر زور کی ہوا چلے اور دن بھی آندھی کا ہو جس طرح ان کے ہاتھ ان کی کمائی میں سے کچھ نہ لگے اسی طرح یہ بھی بہک کر کہیں دور جا پڑے۔

بعض کفار کو یہ خیال ہو سکتا تھا کہ آخر ہم نے دنیا میں بہت سے اچھے کام صدقہ و خیرات کی مد میں کیے۔ ہماری خوش اخلاقی لوگوں میں مشہور ہوئی۔ بہت سے آدمیوں کی مصیبت میں کام آئے اور کسی نہ کسی عنوان سے خدا کی پوجا بھی کی یہ سب کیا کرایا اور دیا دلایا اس وقت کام نہ آئے گا اس کا جواب اس تمثیل میں دیا یعنی جسے خدا کی صحیح معرفت نہیں اور وہ محض فرضی اور وہمی خدا کو پوجتا ہے اس کے تمام اعمال بے روح اور بے وزن ہیں وہ محشر میں اسی طرح اُڑ جائیں گے جس طرح آندھی کے وقت جب زور کی ہوا چلے تو راکھ کے ذرّات اڑ جاتے ہیں۔

⑰ اعمال کفار کی ایک اور مثال

﴿مَثَلُ مَا یُنۡفِقُوۡنَ فِیۡ ہٰذِہِ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا کَمَثَلِ رِیۡحٍ فِیۡہَا صِرٌّ اَصَابَتۡ حَرۡثَ قَوۡمٍ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ فَاَہۡلَکَتۡہُ ؕ وَ مَا ظَلَمَہُمُ اللّٰہُ وَ لٰکِنۡ اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ﴾ (آل عمران، آیۃ ۱۱۷)

ترجمہ: یہ لوگ جو دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ہوا ہو جس میں پالا ہو اور وہ جا لگے اس قوم کی کھیتی کو جس نے اپنے حق میں بُرا کیا تھا اور اسے تباہ کر دے اور اللہ نے ان پر (کافروں پر) ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔

شیخ الاسلام لکھتے ہیں:

عمل کی ابدی حفاظت کرنے والی چیز ایمان وایقان ہے اس کے بدوں عمل کی مثال ایسی سمجھو جیسے کسی شریر ظالم نے کھیتی یا باغ لگایا اور اس کو برف پالے سے بچانے کا کوئی انتظام نہ کیا چند روز اس کی سرسبزی اور شادابی کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور بہت کچھ امیدیں باندھتا رہا یکایک اس کی شرارت و بدبختی سے سرد ہوا چلی برف پالا اس قدر گرا کہ ایک دم میں ساری لہلہاتی کھیتی جلا کر راکھ کر دی آخر اپنی کلی تباہی و بربادی پر کفِ افسوس ملتا رہ گیا نہ امیدیں پوری ہوئیں نہ احتیاج کے وقت اس کی پیداوار سے منتفع ہوا اور چونکہ یہ تباہی ظلم و شرارت کی سزا تھی اس لیے مصیبت پر کوئی اجرِ اخروی بھی نہ ملا، جیسا کہ مومنین کو ملتا ہے۔ (فوائد القرآن ص ۱۰۴)

مسلمان کی کھیتی کو برف پالا لگ جائے تو تباہ وہ بھی ہو جاتی ہے لیکن یہ تکلیف اس کے بہت سے گناہوں کا کفارہ یا اس کی نیکیوں میں ایک اضافہ ہو کر اس کھیتی کے کچھ اثرات یا ثمرات ضرور باقی رکھتی ہے دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ مومن کی کھیتی کلی طور پر تباہ ہوتی ہی نہیں یہ کفار ہی ہیں جن کی اس تباہی پر کوئی ثمرہ مرتب نہیں ہوتا۔ ضائع ہونے والے اعمال کی اس سے بلیغ مثال کیا ہوگی کہ انہیں یہاں کی عام بربادی کے مشابہ نہیں کیا بلکہ اس

بربادی کی تمثیل پیش کی جس سے بڑھ کر تباہی و بربادی کا یہاں تصور بھی نہیں ہوسکتا۔

⑱ اعمال کفار کی ایک اور مثال

﴿قُلۡ هَلۡ نُنَبِّئُكُمۡ بِالۡاَخۡسَرِيۡنَ اَعۡمَالًا ○ اَلَّذِيۡنَ ضَلَّ سَعۡيُهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَ
هُمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ وَ لِقَآئِهٖ
فَحَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فَلَا نُقِيۡمُ لَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَزۡنًا﴾ (الکھف، آیۃ ۱۰۳ تا ۱۰۵)

ترجمہ: آپ کہیں کیا ہم نہ بتائیں تم کو، کن کا کیا ہوا اکارت گیا، وہ لوگ جن کی کوشش بھٹکتی رہی اس دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے رہے کہ ہم بہت اچھے کام کر رہے ہیں یہ وہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب کی آیات کے اور اس سے ملنے سے۔ سو برباد ہو گیا ان کا کیا ہوا سو ہم قیامت کے دن نہ کھڑے کریں گے ان کے قول۔

یہاں ان کے اعمال کی مثال ان چیزوں سے دی گئی کہ جن میں کوئی وزن ہی نہ ہو۔ یہ ان کے اعمال کی کیسی کھلی مثال ہے اعمال میں وزن حق کے اقرار سے آتا ہے۔

اس دنیا میں اشیاء میں وزن کشش زمین سے آتا ہے اور آخرت میں سنت کی موافقت سے آئیگا۔ قیامت کے دن وزن کا یہ پیمانہ نہ رہے گا اور لوگوں کے اپنے خود ساختہ اعمال حساب کے دن کوئی وزن نہ دیں گے۔

خلاصۂ کلام

قرآن پاک کی مثالیں انتہائے بلاغت کی شان رکھتی ہیں۔ اور پورے مضمون کو سمیٹتی ہوئی دل کی گہرائیوں میں جگہ پالیتی ہیں۔ مثالوں سے ہدایت پالینا یہ خوش قسمت لوگوں کی برات ہے اور یہ سرمایۂ علمی بھی قرآن سے ملتا ہے (اور اس سے بھی ان پر قرآن کا رازِ ہدایت پوری شان اعجاز سے کھلتا ہے) ہم یہاں ان اٹھارہ مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

سائنس کے طلبہ پہلے Theory پڑھتے ہیں پھر انہی چیزوں کو وہ Practical میں دیکھتے ہیں۔ ان عملی مشقوں سے وہ نظریاتی بات اور نکھر کر سامنے آتی ہے اور بات بالکل صاف ہو جاتی ہے قرآن کریم نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے جو سبق دیئے۔ انہیں کئی جگہ مختلف مثالوں سے بھی واضح کیا ہے زندگی کے یہ تمثیلی پیرائے عام انسانوں کو بھی

ابدی صداقتوں کی گود میں لے آتے ہیں۔ ضابطے کو سمجھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی لیکن نقشہ دیکھنے سے عام آدمی بھی بات کو سمجھ لیتا ہے۔ غافل انسانوں کو جگانے کے لیے قرآن کریم کی یہ مثالیں ایک ہمہ گیر دعوت ہدایت ہیں اور انسان جتنا ان مثالوں میں غور کرتا جائے اسی کے مطابق سعادتِ اخروی اس کے دل ودماغ میں اترتی جائے گی۔

آخرت کی فکر رکھنے والے ان مثالوں پر جتنا بھی غور کریں ان پر قرآن کا راز ہدایت پوری شانِ اعجاز سے کھلتا جائے گا۔

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا کہ ہمارے کئی خطیب صاحبان اپنی بات کہنے اور اسے سمجھانے کے لیے اپنی تقاریر میں اپنی مثالیں تو بہت لاتے ہیں لیکن امثال قرآن پر وہ کوئی زیادہ توجہ نہیں دیتے یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی پیش کردہ مثالوں سے زیادہ اور کوئی انسان کی اپنی پیش کردہ مثال یا تمثیل انسان کے لیے باعث ہدایت نہیں ہوسکتی۔

قرآن کریم میں مثالیں تو اور بھی بہت ہیں لیکن سب کا احاطہ ایک مضمون میں نہیں ہوسکتا ہم یہاں انہی پر کفایت کرتے ہیں امام فخر الدین رازیؒ (۶۰۶ھ) نے ان میں بہت دلچسپ اور لطیف نکتے اٹھائے ہیں۔ فجزاہ اللّٰہ عنا و عن سائر المستفیدین اہل علم حضرات تفسیر کبیر کی طرف مراجعت کریں۔ زندگی کی بہت سی مشکلات میں قرآن کریم کی یہ مثالیں ان کے اور ان کے سننے والوں کے کام آئیں گی۔

قرآن پاک کی بعض مثالوں پر ایک سطحی سوال

قرآن پاک کے پہلے دور میں بعض نادانوں نے یہ سوال اٹھایا کہ اللہ رب العزت کی شان کے لائق نہیں کہ وہ اپنے کلام میں مکڑی، مچھر اور مکھیوں کی مثالیں لائے۔

مخالفین یہاں ایک بڑی غلطی کر رہے ہیں مثال کا انطباق مثال دینے والے کی حیثیت سے نہیں ہوتا بلکہ جس کی مثال ہے اس کی حیثیت پیش نظر ہوتی ہے اگر وہ حقیر اور کمزور ہے تو تمثیل بھی ایسی ہی حقیر اور کمزور چیزوں سے ہوگی مثال دینے والے کی عظمت کا اس سے کیا تعلق۔ ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسۡتَحۡیٖۤ اَنۡ یَّضۡرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوۡضَۃً فَمَا فَوۡقَھَا﴾ (البقرۃ، آیۃ ۲۶)

حضرت شیخ الہند لکھتے ہیں:

"مثال سے توضیح وتفصیل ممثل لہ کی مطلوب ہوتی ہے مثال دینے والے کی حقارت اور عظمت سے کیا بحث اور یہ مطلوب جبھی ہوگا کہ مثال اور ممثل لہ میں پوری مطابقت ہو ممثل لہ حقیر ہوگا تو اس کی مثال بھی حقیر ہونی چاہیے ورنہ تمثیل ہی بیہودہ سمجھی جائے گی ہاں اگر تمثیل میں یہ ضروری ہوتا کہ مثال اور مثال دینے والے میں موافقت ضروری ہوتی تو بیوقوفوں کا اعتراض چل سکتا تھا مگر اس کا تو کوئی بیوقوف بھی قائل نہ ہوگا تورات، انجیل اور کلام حکماء وسلاطین میں ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں اُس کے خلاف کہنا کفار کی حماقت اور عناد کی بات ہے۔"

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا﴾

(البقرۃ، آیۃ۲۶)

ترجمہ: بیشک خدا کو عار نہیں کہ کوئی مثال مچھر کی یا اس چیز کی جو (حقارت اور چھوٹائی میں) اس سے بڑھ کر ہو بیان کرے۔

ادبی اعتبار سے مچھر کی مثال میں کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ ممثل لہ اپنی تحقیر میں مچھر کی عملی تصویر ہو اس انتہائے حقارت کو بیان کرنے کے لیے جتنی ادنیٰ سے ادنیٰ مثال تلاش کی جائے گی۔ اتنی ہی مقتضائے حال کے مطابق ہوگی یہی تمثیل کی بلندی اور بلاغت کی انتہاء ہے اس غایت تحقیر میں جانا پستی کی طرف انتقال نہیں بلندی کی طرف ایک قدم ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اس مقام پر مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا دونَهَا کی بجائے مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا کی تعبیر اختیار کرتا ہے گو یہ فوقیت حقارت اور چھوٹائی میں ہو۔

ہم اس پر امثال القرآن کی اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔